سوال

(184) گروی کی جو مختلف صورتیں ہیں ان کی وضاحت فرمایئں

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومقتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسئلہ گروی کی جو مختلف صورتیں ہیں ان کی وضاحت فرمایئں ۔ اور یہ کن کن چیزوں میں ہو سکتی ہے اور کن کن چیزوں میں نہیں نیز جیسے پنجابی زبان میں گہنا کہتے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے بعض اسے رہن میں شمار کرتے ہیں اور بعض سود میں براہ کرم وضاحت سے اس مسئلہ کے پر تفصیلی بحث فرمایئں ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

رہن رکھنا دراصل قرض کی حفاظت کے لئے ہے چنانچہ علماء اسلام رہن کی تفسیر اس طرح کی ہے جعل مال وثیقة علی دین یعنی کسی کے قرض پر کسی مال کو وثوق وحفاظت کا زمہ دار بنانا جس طرح کوئی قرض لیتے وقت کسی کو ضامن اور کفیل بناتا ہے اس طرح گروکی صرت میں منقول یا غیر منقول مال وجایئداد کو ضامن وکفیل بنالیتے ہیں رہن کا مقصد نفع یا سود حاصل کرنا نہیں ہے بلکہ صرف قرض کی حفاظت مقصد ہوتا ہے جیساکہ وثیقہ لکھتے ہیں مخفف ہوتا ہے لہذا غیر منقولہ جایئداد کا مثلا دوکان مکان اور زمین وغیرہ کا کرایہ خود مال ہی لے گا روپے قرض دینے والے کے لئے وہ حرام ہے جیساکہ آجکل اکثر لوگ کرتے ہیں اسی طرح رہن والے مال کو غرق کردینا بھی حرام اورناجائز ہے ۔ یہ بھی حرام ہے مثلا ایک شخص نے ایک ہزار کی رقم قرض کی ہے اورڈیڑھ ہزار کا مال رہن رکھا ہے اور شرط یہ تھی کہ وقت مقررہ پرادانہ کرنے کی صورت میں اس سے رقم وصول کرلیں اگر قرض دینے والا وقت مقررہ پر شرط کے مطابق ادانہ کرسکا توڈیڑھ ہزار کی دولت کو ضبط کرلیتا ہے یہ ناجائز صورت ہے ۔ اس صرت میں شرعی قانون یہ ہے کہ اگروقت مقررہ پرادانہ کرسکا اور رقم دینے والے کے پاس مہلت دینے کی گنجائز بھی نہیں ہے تووہ جایئداد کو فروخت کرکے اپنی رقم ایک ہزاروصول کرلیں اورباقی رقم مالک کوواپس کردیں یہ فروخت کرنا بھی شرط کی صرت میں جائز ہے ورنہ نہیں اور بس ۔

اگررہن والامال منقولہ ہو مثلاگھوڑااونٹ گئے اور بھیڑ بکری وغیرہ ایسی صورت میں اگرگرولینے والااس کے چارہ وغیرہ کے اخراجات برداشت کرتا ہو توپھراس کے عوض میں اس پر سوار ہونا یا دودھ وغیرہ سے فائدہ اٹھالینا جائز ہے اکثر آئمہ کا مذہب یہ ہے کہ اس طرح فائدہ اٹھانا بھی جائز نہیں ہے اور حدیث کی تاویل کرتے ہیں حدیث سے ظاہر یہی ہے کہ چارے وغیرہ کے عوض میں اس سے استفادہ جائز ہے ۔ علماء محققین کاایک گروہ اس طرف گیا ہے اوریہی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کی تایئد میں حدیث موجود ہے ۔ (ہفت روزہ اہل حدیث لاہورجلد4شمارہ58)

[فتاویٰ علمائے حدیث](#)

جلد 14 ص 186-187

محدث فتویٰ